(مسلم ہیروز کورس)

چوتھا حصہ

اللہ تعالیٰ
سے
محبت کرنے والے

نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

(مسلم ہیروز کورس)

چوتھا حصہ

اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے

نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

نام کتاب : اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے (مسلم ہیروز) چوتھا حصہ

مصنفہ : نگہت ہاشمی

طبع اول : نومبر 2017ء

تعداد : 1000

ناشر : النور انٹرنیشنل

لاہور : 102-H گلبرگ III، نزد فردوس مارکیٹ، لاہور

فون نمبر : 0336-4033045, 042-35881169, 042-35851301

کراچی : گراؤنڈ فلور کراچی بیچ ریزیڈنسی نزد بلاول ہاؤس، کلفٹن بلاک II، کراچی

فون نمبر : 0336-4033034، 021-35292341-42

فیصل آباد : 121-A فیصل ٹاؤن، ویسٹ کینال روڈ، فیصل آباد

فون نمبر : 03364033050، 041-8759191

ای میل : sales@alnoorpk.com

ویب سائٹ : www.alnoorpk.com

فیس بک : Nighat Hashmi, Alnoor International

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تذکرہ ہے ان ہستیوں کا

جنہوں نے اس دنیا کی زندگی کو

سب سے زیادہ کامیابی سے گزارا

وہ جو سب سے کامیاب لوگ تھے

ان کی کامیابی کا سبب کیا تھا؟

وہ کون سی خصوصیات تھیں؟

جنہوں نے اس زمانے میں رہتے ہوئے

ان سے اتنے عظیم کام کروا لیے

ایک ہی زندگی، اتنا ہی وقت، جتنا وقت ان کے دور کے باقی لوگوں کو ملا اور زندگی کے لیے اسباب، قوتیں، صلاحیتیں اور رزق تو ربّ العزت سب کو فراہم کرتے ہیں۔ لیکن ایک ہی وقت میں کسی کی زندگی تو ایسی ہوتی ہے جیسے پوری امت کی زندگی ہو اور کسی کی زندگی ایسی ہوتی ہے کہ جو وہ کرتا ہے سب بے کار چلا جاتا ہے اور یوں لگتا ہے جیسے زندگی کو آگ لگ گئی ہو۔ کس طرح سے ربّ العزت نے اس بارے میں ہم سب کو آگاہ کیا ہے اور ناکام اور کامیاب لوگوں کے بارے میں بتایا ہے:

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا﴾ (الکہف:103)

”آپ کہہ دیں کیا ہم تمہیں بتائیں جو لوگ اپنے اعمال میں سب سے زیادہ خسارے والے ہیں؟“

﴿الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾

”وہ لوگ جن کی محنت دنیا کی زندگی میں ہی کھو گئی۔“

"ناکام لوگ"

دنیا کے بیٹے، مٹی کے بیٹے

مٹی سے پیدا ہوتے ہیں

مٹی کے پیچھے مرتے ہیں

اور مٹی میں چلے جاتے ہیں

ان کے اعمال بھی کیسے مٹی ہو جاتے ہیں۔ کیوں ایسا ہوتا ہے کہ زندگی میں کوششیں کرنے کا موقع ملتا ہے، صلاحیتیں لگانے کا موقع ملتا ہے لیکن سارے ہی کام ایسے ہوتے ہیں جن کو ناکام کہا جاتا ہے اور جو انسان کو بھی ناکام کروا دیتے ہیں۔

﴿اَلَّذِیْنَ﴾

"وہ لوگ"

﴿ضَلَّ﴾

"کھو گئی"

گم ہو گئی، کیا چیز تھی جو گم ہو گئی؟

﴿سَعْیُهُمْ﴾

"محنت ان کی"

﴿فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا﴾

"دنیا کی زندگی میں"

ان کی ساری کوششیں، جو انہوں نے زندگی میں کیا، سب گم ہو گیا۔

﴿وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا﴾ (الکھف:104)

"اور وہ سمجھتے رہے کہ یقیناً وہ ایک اچھا کام کر رہے ہیں۔"

مال کماتے ہیں، نام کمانے کی کوشش کرتے ہیں، اپنے بچوں پر مال لگاتے ہیں، بچوں کی وجہ سے فخر کرنا چاہتے ہیں۔ اور آج کے دور کی بات کریں تو کن کن چیزوں پر انسان یہ سمجھتے ہیں، گمان کرتے ہیں کہ:

"یقیناً وہ ایک اچھا کام کر رہے ہیں۔"

گمان کیا ہے؟

بہت اچھے کام کر رہے ہیں، فلاں بزنس ہے، فلاں ہستیوں سے ہمارے تعلقات ہیں، فلاں علاقے میں رہتے ہیں، فلاں Brands استعمال کرتے ہیں، فلاں سکولز میں ہمارے بچے پڑھتے ہیں۔

اور نام، ناکام بنا دیتا ہے

یہ کیسا نام ہے؟

جو مٹی میں ملتے ہی Value Less، بے قدر و قیمت ہو جاتا ہے۔

اور دوسری طرف وہ ہستیاں ہیں جنہوں نے پوری بصیرت کے ساتھ دنیا کی زندگی بسر کی اور کامیاب ہو گئے۔

وہ سبیل کیا ہے؟

وہ راستہ کیا ہے؟

جیسے رب العزت نے نبی ﷺ سے فرمایا:

﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ﴾ (یوسف:108)

"آپ کہہ دیں: "یہی میرا راستہ ہے میں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتا ہوں۔"

میں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے آدم علیہ السلام سے لے کے محمد ﷺ تک، جو اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے بندے تھے۔ وہ کیا جذبہ تھا جو اللہ

تعالیٰ کی طرف بلانے کے لیے ان کا مددگار تھا؟ وہ کیسا Passion تھا؟ ان کے اندر کیسی آگ بھڑکتی تھی؟ جو کہیں چین نہیں لینے دیتی تھی۔ جو ایک ایک کو پکڑ کر اپنے رب کریم سے جوڑنا (Connect) کرنا چاہتے تھے۔ پیچھے جھانک کے دیکھیں تو ایک جذبہ ہے، ایک ایسی صفت ہے جس کا مطالبہ ہر ایک سے کیا گیا کہ اگر کامیاب ہونا چاہتے ہو تو کامیابی کے لیے محبت کرلو۔ اپنے رب سے محبت اور اس کی محبت کیسی ہے؟

اللہ تعالیٰ کی محبت اُس درخت کی طرح ہے جس کی جڑیں زمین میں گہری اُتری ہوئی ہوں اور جس کی شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہوں۔ اس کی علامات دل اور اعضاء میں ظاہر ہوتی ہیں جیسے درختوں پر پھل اور آگ سے دھواں ظاہر ہوتا ہے۔

انسان محبت کرتا ہے مال سے، جمال سے، حسب نسب سے اور دنیا کی کتنی خواہشات انسان کے دل میں جنم لیتی ہیں۔ لیکن جنھوں نے پوری بصیرت کے ساتھ اس زندگی کا سفر طے کیا وہ کن چیزوں سے محبت کرتے رہے؟ ان کی محبت پیدا کرنے والے سے تھی، جہانوں کے بادشاہ سے تھی۔

کہاں جہانوں کا رب

اور

کہاں مٹی کا بیٹا

جہانوں کا بادشاہ، وہ عظیم ہے، وہ رحیم ہے، وہ مٹی کے بنے ہوئے انسان کو موقع دیتا ہے کہ تم اتنی اونچی اڑان اڑلو کہ سب سے بڑی ہستی سے محبت کرلو، اس بادشاہِ حقیقی سے محبت کرلو۔

رب سے محبت دل کا عمل ہے۔ یہ محبت گھٹتی بھی ہے بڑھتی بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت دین اسلام کی بنیاد ہے جو مسلمانوں پر واجب ہے۔ اسی محبت کے کمال سے انسان ایمان کے کمال تک پہنچتا ہے اور اس میں کمی سے انسان کے ایمان میں نقص واقع ہو جاتا ہے۔

محبت دل کا عمل ہے

دل کی عبادت ہے

اور دل برتنوں کی طرح ہوتے ہیں

دل کے اس برتن کا Size دیکھنے میں یا Physically تو کمی بیشی کے ساتھ ایک جیسا ہی ہوتا ہے لیکن اصلاً ان ہستیوں کے قلب کو اللہ پاک نے کتنی وسعت دے دی تھی کہ اس میں جہانوں کے بادشاہ کی محبت سما گئی تھی اور وہ محبت ہر لمحے بڑھتی چلی جارہی تھی۔ اس محبت کو جب میں سیدنا آدم علیہ السلام میں دیکھتی ہوں اور میں اپنی Imaginations میں، اپنے تخیل میں وہاں پہنچتی ہوں جہاں آدم علیہ السلام کو زندگی ملی۔ جہاں رب العزت نے انھیں خود اشیاء کے نام سکھائے، جہاں انھیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا گیا۔ اور سوچیں ایسے موقعے پر جب کہ اللہ تعالیٰ کی سب سے عظیم، سب سے پاکیزہ مخلوق سجدہ کرنے والی ہو اور آدم علیہ السلام کے دل میں اپنی ذات کی بڑائی کا ایک لمحے کے لئے بھی احساس نہیں ابھرا۔ حالانکہ وہی مقام تھا اور جگہ بھی مختلف نہیں تھی، ایک طرف فرشتے سجدہ کر رہے ہیں اور دوسری طرف ابلیس انکار کر رہا ہے اور رب العزت نے جب یہ سوال کیا کہ:

﴿مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ﴾ (الاعراف:12)

تجھے کس چیز نے روکا کہ تو سجدہ نہ کرے؟

تو اس نے جواب دیا:

﴿اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ﴾ (الاعراف:12)

میں اس سے بہتر ہوں

آپ سوچیں سارے فرشتے اور فرشتوں کی تعداد کے بارے میں آپ تصور (Imagine) کرنا چاہتے ہیں نبی نے فرمایا:

"بے شک میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ سن رہا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ بے شک آسمان چر چرا رہا ہے اور اسے چر چرانے کا حق بھی ہے، اس لیے کہ اس میں چار انگلی کی بھی جگہ نہیں خالی ہے مگر کوئی نہ کوئی فرشتہ اپنی پیشانی اللہ تعالیٰ کے حضور رکھے ہوئے ہے، اللہ کی قسم! جو میں جانتا ہوں اگر وہ تم لوگ بھی جان لو تو ہنسو گے کم اور روؤ گے زیادہ اور بستروں پر اپنی عورتوں سے لطف اندوز نہ ہو گے، اور یقیناً تم لوگ اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتے ہوئے میدانوں میں نکل جاتے" (ترمذی:2312)

تو آپ تصور (Imagine) کیجیے کہ اتنی بڑی تعداد میں فرشتے سجدہ کر رہے ہوں اور آدم علیہ السلام کے دل میں ربّ العزت کی ایسی محبت تھی، جس محبت کی وجہ سے وہ ایک لمحے کے لئے بھی اپنی ذات کی بڑائی میں مبتلا نہیں ہوئے مجھے سیدنا آدم علیہ السلام کی یہ بات بہت بڑی لگتی ہے۔ مقام ایک ہی ہے جس کو سجدہ کیا جائے وہ تکبر میں مبتلا نہ ہو اور دیکھنے والا حسد میں مبتلا ہو جائے۔

وہ دل کا برتن ایسا تھا

جو اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے خالی تھا۔

کوئی ایسی چیز قلب کے اندر نہیں تھی جس کی وجہ سے ربّ کی محبت اس میں نہ سما سکے۔ آدم علیہ السلام کس طرح اللہ تعالیٰ کی محبت کو اپنے دل میں سموئے ہوئے تھے۔ جو ربّ کریم نے حکم دیا وہ پورا کیا پھر ربّ نے انہیں جنتوں میں بسایا اور ان کے لئے Partner پیدا کیا۔ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کے آگے جھکے ہوئے ہیں، ٹھیک ہے ان سے جنت میں غلطی ہوئی لیکن وہ دل کتنا شفاف تھا، وہ دل کتنا Pure تھا جس میں اللہ پاک نے استغفار کے کلمات ڈال دیئے۔ کیونکہ اللہ رب العزت نے یہ کلمات ان کی بخشش کے لئے، غلطی سے، پشیمانی

سے باہر نکالنے کے لئے انھیں سکھائے تھے۔ آدم علیہ السلام کس طرح سے زمین پر آئے؟ کہ وہ ہر غلطی سے پاک تھے اور انھیں رب العزت نے یہ کہا تھا:

﴿قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا﴾ (البقرۃ:38)

''ہم نے کہا: تم سب یہاں سے اتر جاؤ۔''

﴿فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى﴾

''پھر اگر میری طرف سے تمہارے پاس واقعی کوئی ہدایت آئے۔''

﴿فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ (البقرۃ:38)

''تو جو میری ہدایت کی پیروی کرے گا ان کے لیے نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔''

کیا آپ تصور کر سکتے ہیں کہ جنتوں میں بسنے والے کا دل دنیا میں کیسے لگا ہوگا؟

اس کا دل پھر دنیا میں نہیں لگا بلکہ اس ربّ کریم کے ساتھ اس طرح سے جڑا رہا کہ جس کی وجہ سے سیدنا آدم علیہ السلام کے دور میں اور بعد میں کتنی طویل مدت تک کوئی شرک میں مبتلا نہیں ہوا۔ حتیٰ کہ سیدنا نوح علیہ السلام کا زمانہ آیا اور جب سیدنا نوح علیہ السلام کا زمانہ آیا تو میں سوچتی ہوں کہ ارد گرد کا پورا ماحول ایسا ہے کہ سب ربّ سے بھاگ رہے تھے، سب ربّ کی خصوصیات کسی اور میں تلاش کر رہے تھے اور ان کے بیچ میں نوح علیہ السلام کا دل روشن تھا۔ اللہ تعالیٰ سے ان کی محبت کو دیکھئے کہ اس محبت نے ساڑھے نو سو سال غم برداشت کرنے کے قابل کر دیا۔

ہاں محبت اتنا مضبوط جذبہ ہے

یہ محبت اتنی قوت والی ہے

ہاں یہی محبت ہے جو فاتح عالم ہے

وہ اللہ تعالیٰ کی محبت ہے

اس ذات کی محبت ہے جو سب سے عظیم ہے

جس کو ہر طرح کا کمال حاصل ہے

کامل ہستی کی محبت اس کے دل میں جو فانی ہے

ہاں یہ ایسا عمل ہے جس کو باقیات الصالحات کہا گیا، نیکیوں کی لسٹ میں سب سے اوپر (Top of the List) اور باقی رہنے والی نیکیوں میں سے ہے کیونکہ یہ اللہ ربّ العزت کی محبت ہے۔ جو انسان کو Drive کرتی ہے، مشکل حالات میں چلاتی ہے، جو اس کو تھکنے نہیں دیتی، جو اس کو ہارنے نہیں دیتی، جو اس کا سر ربّ عظیم کے سامنے جھکا دیتی ہے۔ اس کو سکون ملتا ہے اور اطمینان ملتا ہے تو اس ربّ کریم کی یاد میں اور پھر محبت کرنے والے محبت کریں تو قدر کتنی زیادہ ہے، کتنی بڑی قدر ہے کی گئی نوح علیہ السلام کی جب انہوں نے یہ فریاد کی کہ:

﴿فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ﴾ (القمر:10)

ترجمہ: تو اُس نے اپنے رب کو پکارا: ”میں بے بس ہوں سو تو بدلہ لے لے!“

اے میرے ربّ!

اے میرے پالنے والے!

اے میرے پروردگار!

میں مغلوب ہوگیا آپ میری مدد فرمائیے

کہاں کہاں لوگ مغلوب نہیں ہوتے، کہیں دنیا کی محبت سے مغلوب ہو جاتے ہیں، کہیں دشمنوں سے مغلوب ہو جاتے ہیں، کہیں کاموں سے مغلوب ہو جاتے ہیں، کہیں لوگوں کی نظروں سے مغلوب ہو جاتے ہیں۔ پھر ”فانتصر“ کیوں یاد نہیں رہتا؟ کہ میری مدد

فرمایئے۔ بات اتنی ہی ہے کہ رب عظیم کے ساتھ بندے کا تعلق ہو تو اتنی بات کافی ہے
''فانتصر'' میری مدد فرمایئے کیونکہ:

وہ مدد فرماتا ہے تو توفیق ملتی ہے

وہ مدد فرماتا ہے تو ہدایت ملتی ہے

وہ مدد فرماتا ہے تو کام کرنا آسان ہو جاتا ہے

اور یہ محبت کتنی قیمتی ہے کیونکہ اس سے محبت ہے جس کے ہاتھ میں ساری قوتیں ہیں۔

﴿أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا﴾ (البقرۃ:165)

''یقیناً ساری کی ساری قوت اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے''

﴿إِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا﴾ (یونس:65)

''بے شک ساری کی ساری عزت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔''

کون سی ایسی ہستی ہے جس سے آپ محبت کریں اور وہ آپ کو عزت دلوا دے، وہ آپ کو قوی کر دے، وہ آپ کے لئے ہر کام کو ممکن بنا دے۔ دعوے تو سب بہت کرتے ہیں کہ آسمان سے ستارے توڑ لائیں گے بعد میں کیا صورتحال بنتی ہے کہ کوئی چھوٹی سی ضرورت پوری کرنے کے قابل بھی نہیں رہتا۔

ناپائیدار محبتوں کے پیچھے بھاگنے والے پائیدار محبت کیوں نہیں کر لیتے!

انبیاء کی زندگیاں ہمارے لئے کتنی بڑی مثال ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے جب اللہ رب العالمین کو پکارا، محبت کرنے والا پکارے تو قدر دانی کتنی بڑی ہے۔ ایک نوح علیہ السلام کی پکار پر اس رب عظیم نے ساری دنیا ڈبو دی۔ وہ کون ہے جو ایسی محبت کر سکتا ہے، جو ایسا جواب (Response) دے سکتا ہے۔ کیوں نہ اس سے محبت کر لیں جس سے انبیاء نے محبت کی اور جس محبت کی وجہ سے انبیاء کی زندگیاں قیمتی ہو گئیں، جس محبت کی وجہ سے انبیاء

نے اس ربِّ کریم کے ساتھ انسانوں کو جوڑنے کی دعوت دی۔ جب ہم تاریخ کے اوراق الٹتے ہیں کچھ اور آگے بڑھتے ہیں تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی محبت نظر آتی ہے۔ نمرود کے دربار میں دیکھیے:

تیرا ربّ کون ہے؟

کون ہے جس سے تم محبت کرتے ہو؟

کون ہے جس سے تم جڑے ہوئے ہو؟

کون ہے جس سے تم Connected ہو؟

تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا:

﴿قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ﴾

''میرا ربّ وہ ہے جو زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے۔''

اس پر نمرود کہتا ہے:

﴿قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ﴾ (البقرۃ:258)

اُس نے کہا: ''میں بھی زندگی دیتا ہوں اور موت دیتا ہوں۔''

نمرود نے کہا اس کی مانتے ہو جس کے بارے میں تمہارا دعویٰ ہے کہ وہ زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے، یہ کام تو میں بھی کر سکتا ہوں پھر مجھ سے کیوں نہیں جڑ جاتے؟ اصل میں دعوت اس بات کی تھی میری کیوں نہیں مان لیتے؟ اس نے کہا مجھے دیکھو میں بھی تمہارے سامنے زندگی اور موت کا عمل دہرا دیتا ہوں۔ اس نے دو قیدی بلوائے ایک کا سر قلم کر دیا اور دوسرے کو آزاد چھوڑ دیا۔ کتنا دھوکہ کھایا نمرود نے بھلا زندگی اور موت اس کو کہتے ہیں! کسی کی دی ہوئی زندگی اور کسی کی لی ہوئی زندگی یعنی موت اور زندگی کا مالک تو وہ ربِّ عظیم ہے۔

﴿الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا﴾

"اس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون سب سے اچھے عمل کرنے والا ہے۔" (الملک:2)

جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا اس کی ان صفات پر غور کرنے والا بہت اچھے عمل کر سکتا ہے کہ وہ زندہ کرتا ہے اور وہ موت دیتا ہے۔ دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت کو بھی وہ زندگی دیتا ہے، اپنی محبت کو وہ زندگی دیتا ہے اور جو اس محبت کے لیے کوشش نہیں کرتا تو اس محبت کو خاتمے تک بھی وہی پہنچا دیتا ہے۔ یہ محبت ایسی چیز نہیں ہے، اتنی پھیکی چیز نہیں ہے کہ کوئی انسان محبت کرے، دعویٰ کرے اور اس کے بعد ساری حیات کے لیے بھول جائے۔

اس محبت کے لیے کوشش کرنی پڑتی ہے۔ اس محبت کو بڑھانے کا ایک ذریعہ اس کے کلام کی تلاوت ہے۔ تلاوت قرآن سے اور قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کی محبت، اس کی ملاقات کا شوق پیدا ہوتا ہے، اُس سے اُمید بندھتی ہے، اس کا خوف پیدا ہوتا ہے اور اُس کی رضا تمنا بن جاتی ہے۔ انسان اُس کا شکر ادا کرتا ہے، اس کے لئے صبر کرتا ہے۔ اُس کا دل بھی عبادت کرنے لگ جاتا ہے، زبان بھی اور اعضاء بھی۔ آپ اس سے محبت کرنا چاہتے ہیں تو نیکی کے کام کریں اور اس کی مخالفت سے رکیں۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ:

"بندے کو اللہ تعالیٰ کی محبت نیکی کے کام کرنے سے اور مخالفت سے رکنے سے ملتی ہے۔" (فتح الباری:61/1)

محبت تو اپنا رنگ دکھاتی ہے، محبت کے اثرات کبھی آنکھوں میں نظر آتے ہیں، کبھی یہ اثرات انسان کی جلد پر مرتب ہوتے ہیں اور ساری حیات اس محبت کی گواہ بن جاتی ہے۔ پھر اس باقی رہنے والی ذات سے کیوں نہ محبت کریں کہ وہی ہے جو زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے۔ پھر محبت کرنے والے ابراہیم علیہ السلام نے جب یہ دیکھا کہ نمرود فکر کی، سوچ

کی غلطی میں مبتلا ہے تو انہوں نے اگلی دلیل دی۔

جانتے ہیں رب کے بارے میں کون بات کرتا ہے؟

رب کے بارے میں کون دلائل دیتا ہے؟

جو ربّ سے محبت کرتا ہے

وہ ربّ کے بارے میں اٹھ کھڑا ہوتا ہے

جیسے نبی ﷺ کو یہ حکم دیا گیا تھا:

﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَأَنذِرْ ۝﴾ (المدثر: 1-2)

''اے اوڑھنے لپیٹنے والے! اٹھو اور لوگوں کو خبردار کر دو۔''

آپ کہاں آرام کرنے کے لیے لیٹ گئے۔ اٹھو اور لوگوں کو خبردار کر دو کہ وہ کتنے بڑے خطرے میں ہیں۔ اگر آپ کو یہ Iformation پہنچے ابھی اناؤنسمنٹ (Anouncement) ہو جائے، ابھی یہ پتہ چلے کہ ایسا شدید زلزلہ آنے والا ہے کہ جس کی وجہ سے کوئی عمارت باقی نہیں رہے گی تو کوئی گھروں کے اندر، کسی عمارت کے اندر نہ ٹھہرے۔ اس انفارمیشن کے بعد آپ کیا کریں گے؟ اپنی جگہ آرام سے بیٹھیں گے؟ کھائیں پئیں گے؟ بن سنور کر اپنا وقت اچھا گزارنے کی کوشش کریں گے؟ نہیں بلکہ ہر ایک بھاگ کھڑا ہو گا۔

تو بات دل کے یقین کی ہے، انبیاء نے بھی اللہ رب العزت کی طرف سے آنے والے ایک بڑے زلزلے کی خبر دی ہے کہ بے شک قیامت کا زلزلہ بہت عظیم ہے، بہت بڑا ہے کیونکہ انبیاء ربِّ عظیم کی بات سے زیادہ کسی کی بات پر یقین نہیں کرتے تھے تو کیسے ابراہیم علیہ السلام کو ربّ کی ذات کے بارے میں دعوت دینے کا شوق تھا؟ اور دعوت بھی کسے؟ وقت کے بادشاہ کو۔ سرکش ہے، جان کا دشمن ہے لیکن محبت جو قلب کے اندر ہوتی ہے

وہ ٹھہرتی نہیں۔ پھر ابراہیم علیہ السلام نے دلیل دی:

﴿قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ﴾ (البقرۃ:258)

"میرا رب تو وہ ہے جو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے تم مغرب سے نکال کر دکھا دو۔"

کیونکہ ربّ کریم کے بارے میں وہ جانتے تھے کہ میرا رب عظیم ہے، وہ عظیم کام کرنے والا ہے۔ اس کے مقابلے میں نمرود کی ہستی پرکاہ کے برابر بھی دکھائی نہیں دی۔ یہ تبدیلی ہے جو اس رب سے محبت کی وجہ سے انسان کے اندر آتی ہے۔ محبت کرنے والے اور اس عظیم ہستی سے محبت کرنے والے کبھی کسی سے Impress نہیں ہوتے۔ نہ کسی کے مال سے، نہ کسی کے اقتدار سے، نہ کسی کے حسن و جمال سے کیونکہ وہ عظیم ذات سے Impressed ہوتے ہیں۔

وہ اسی کی قدرت کو دیکھتے ہیں

اسی کی طرف کان لگاتے ہیں

اسی کی باتیں کرنا چاہتے ہیں

اسی کی باتیں سننا چاہتے ہیں

اور اسی کا تذکرہ کرتے ہیں

ابراہیم علیہ السلام نے جب یہ دلیل دی:

﴿فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ﴾ (البقرۃ:258)

"تو حیران و ششدر رہ گیا وہ جس نے کفر کیا تھا۔"

دل سے بات نکلی اثر ہوا خواہ تھوڑی دیر کے لیے ہی، لیکن اندر چونکہ گھپ اندھیرا تھا تو وہ بات بھی گم ہوگئی اور جو چیز ابھری وہ کیا تھی؟ سرکشی۔

اور اس سرکشی میں مبتلا شخص نے حکم دیا:

بہت بڑا الاؤ تیار کرو جس میں ابراہیم علیہ السلام کو ڈالا جائے گا۔ ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کا فیصلہ کرلیا گیا، باپ بھی شامل ہوگیا، باپ کی محبت بھی دب گئی کیونکہ باپ وقت کے بادشاہ سے متاثر (Impress) تھا، باپ کی فکر سیدھی نہیں تھی، باپ بتوں کی عبادت کرتا تھا، باپ بتوں کے آگے جھکتا تھا، اس کے لیے پتھر بہت اہم (Important) تھے، وہ ہستیاں اہم تھیں۔ پھر بہت بڑا الاؤ تیار کیا گیا اور ایک منجنیق کے ذریعے سے ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت ایسی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں بسانے والے اپنے آپ کو ایسے اس کے سپرد کرتے ہیں اور ابراہیم علیہ السلام نے اس موقع پر کہا:

﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ (آل عمران:173)

''ہمیں اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔''

اتنی محبت کہ جس پر رب کریم کی محبت جوش میں آگئی اور پھر اس رب عظیم نے آگ کو حکم دیا:

﴿قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ﴾ (الانبیاء:69)

''ہم نے کہا: اے آگ! ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی والی بن جا۔''

کیسی محبت ہے بندے اور رب کے درمیان کہ آگ کو گل وگلزار کر دیا۔ اور ابراہیم علیہ السلام آگ میں یوں ٹہل رہے تھے جیسے باغ ہے، جس میں بہت سے پھول ہیں اور باغ میں خوشبو مہک رہی ہے۔ سکون کے ساتھ چلتے پھرتے دیکھ کر وہ نفرت کتنے عروج پر پہنچی ہوگی لیکن آگ ان کے لیے رکاوٹ بن گئی کہ وہ آگ میں کود نہیں سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے اس محبت کی وجہ سے اتنے عظیم ہو جاتے ہیں، ان کی زندگی کیسے کاموں میں گزرتی ہے۔ آپ اپنی زندگی کو قدرو قیمت والا بنانا چاہتے ہیں تو اپنے رب سے

محبت کرلیں، محبت کی دعوت ہے۔اور ہم تیسری دلیل دیکھ رہے ہیں ان ہستیوں کی زندگی سے جنہوں نے ربّ سے محبت کی کہ کس طرح سے ربّ کی محبت میں وطن چھوڑنا آسان ہو گیا۔

﴿إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِينِ﴾ (الصافات:99)

''یقیناً میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں، وہ ضرور میری راہ نمائی فرمائے گا۔''

اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ وہ کون سی زمین ہے؟ ہر زمین پر میرا ربّ تو موجود ہے اور ہمارے سلیبس میں پڑھایا جاتا ہے:

جہاں کہیں بھی جاؤ تم ساتھ تمہارے جائے چاند

کہنے والا بھی نہیں جانتا کہ کیسے شرک سکھا دیا۔

اور ابراہیم علیہ السلام کہتے ہیں:

﴿وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ (79) وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ (80)﴾

''وہی مجھے کھلاتا ہے اور وہی مجھے پلاتا ہے۔اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔'' (الشعراء:79،80)

کتنا شفاف دکھتا تھا ابراہیم علیہ السلام کو، کیسا پیارا تعلق ہے، اتنا گہرا تعلق ہے کہ 30 بڑی بڑی آزمائشوں سے گزرے اور جب آزمائشوں میں پورے اترے تو رب العزت نے کہا:

﴿وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّىٰ﴾ (النجم:37)

''ابراہیم تو وہ ہے جس نے وفا کا حق ادا کر دیا۔''

محبت میں ہر کوئی چاہتا ہے اس کے ساتھ وفا کی جائے۔اللہ پاک کی طرف سے تو ہر انسان کے لیے وفا ہوتی ہے بندہ وفا کا حق ادا نہیں کر پاتا۔ابراہیم علیہ السلام کی گواہی رب

العزت نے دی کہ یہ ہے وہ ہستی جس نے وفا کا حق ادا کر دیا۔ اور رب العزت نے فرمایا:

﴿اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ كَانَ اُمَّةً﴾ (النحل: 120)

''یقیناً ابراہیم ایک اُمت تھے''

جیسے ایک امت کام کرتی ہے وہ اکیلا انسان اتنا بڑا کام اپنی زندگی میں کر گیا۔ اور ایک بات جو مجھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہستی کے حوالے سے بہت پیاری لگتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات سے ان کی محبت تھی۔ آج دنیا میں کوئی ایسا نہیں ہے جو ابراہیم علیہ السلام کا مخالف ہو، ان کا دشمن ہو بلکہ ہر کوئی ان کے ساتھ ناتا جوڑنا اپنے لیے باعث فخر سمجھتا ہے۔ یہودی کہتے ہیں ابراہیم علیہ السلام یہودی تھے، عیسائی کہتے ہیں ابراہیم علیہ السلام عیسائی تھے۔ اللہ پاک نے اپنی کتاب میں واضح کیا کہ تورات تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بہت عرصہ بعد نازل ہوئی تھی اور ابراہیم علیہ السلام تو بہت پہلے گزر گئے تھے وہ نہ یہودی تھی، نہ عیسائی تھے، نہ وہ مشرک تھے وہ تو یکسو تھے، ایک اللہ رب العزت پر ایمان لانے والے تھے۔

کوئی نبی ایسا نہیں جس کی اتنی سخت آزمائش کی گئی ہو

اس دھرتی پر کوئی محبت کرنے والا ایسا نہیں جس پر ایسی آزمائش آئی ہو

کہ ربّ العزت نے ان کو خواب میں حکم دیا بیٹے کی گردن پر چھری چلا دو۔ ہر محبت میں ابراہیم علیہ السلام کی آزمائش تھی، وہ بیوی جس سے بڑھاپے کی اولاد پیدا ہوئی تھی ربّ العزت نے کہا اسے صحرا میں چھوڑ آؤ اور ابراہیم علیہ السلام دودھ پیتے بچے کے ساتھ بیوی کو صحرا میں چھوڑ کر واپس آ گئے۔ محبت میں آزمایا تو جاتا ہے اور ابراہیم علیہ السلام ہر آزمائش میں پورے اترے۔ پھر جب یہ کہا کہ بیٹے کی گردن پر چھری چلا دو تو ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے سے ذکر کیا اور بیٹا ابراہیم علیہ السلام کا اور سیدہ ہاجرہ کا تھا۔ اس نے کہا مجھے منہ کے بل زمین پر لیٹا

دیں، کیونکہ وہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ پدری شفقت غالب آجائے اور کہا:

﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ (الصّٰفّٰت:102)

''پھر جب وہ اُس کے ساتھ بھاگ دوڑ کی عمر کو پہنچا، تو اُس نے کہا: ''اے میرے پیارے بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ یقیناً میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں تو دیکھو تمہاری کیا رائے ہے؟'' اُس نے کہا: ''اے میرے ابا جان! جو آپ کو حکم دیا جا رہا ہے آپ وہ کریں، ان شاء اللہ آپ ضرور مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔''

کہ میں نے یہ جان لیا کس نے حکم دیا ہے لہذا اس کے حکم کو ضرور پورا کر دیں۔ باپ کی جو محبت تھی، بیٹے نے بھی وہی محبت سیکھی تھی، اس رب سے محبت کی تھی اور پھر تاریخ میں وہ اہم واقعہ اس نیلے آسمان تلے پیش آیا جس کی یادگار ہر سال منائی جاتی ہے۔ عظیم قربانی کی یادگار، ایک باپ اپنے بیٹے کی گردن پر چھری چلا رہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی محبت نے پھر جوش مارا، سوچیں جب ایک انسان ربّ کریم کے ساتھ وفا کرتا ہے، وہ محبت کرتا ہے تو ربّ العزت کیسے اسے آزمائش کی آخری گھڑی میں اس آزمائش سے نکال دیتے ہیں، جب دل پورے طریقے سے اللہ تعالیٰ کی طرف جھکا ہوا ہوتا ہے۔ رب العزت نے اسمائیل علیہ السلام کی جگہ پر مینڈھے کو ڈال دیا۔ آپ ذرا ان سارے واقعات میں جن کو آپ جانتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی محبت کو دیکھیں۔

ہر محبت پر وہ محبت غالب ہے

اللہ تعالیٰ کی محبت

یہ وہ محبت ہے جس کی وجہ سے نعمتوں پر شکر ہوتا ہے

یہ وہ محبت ہے جس کی وجہ سے مصائب پر صبر ہوتا ہے

یہ وہ محبت ہے جس کی وجہ سے مٹھی سے مال نکلتا ہے

یہ وہ محبت ہےجس کی وجہ سے انسان حلال کماتا ہے

یہ وہ محبت ہے جس کی وجہ سےحلال کھاتا اور حرام سے اجتناب کرتا ہے

یہ وہ محبت ہے جس کی وجہ سے رشتے داروں سے حسن سلوک ہوتا ہے

یہ وہ محبت ہے جس کی وجہ سے نمازوں میں خشوع اور اطمینان آتا ہے

یہ وہ محبت ہے جس کی وجہ سے اس کی ذات سے امیدیں باندھی جاتیں ہیں

یہ وہ محبت ہے جس کی وجہ سے اس کی ناپسندیدگی پر دل کے اندر خوف آتا ہے

یہ محبت ہے جس کے اندر اعتماد ہے

ایک ذات پر اعتماد اور ایسا اعتماد جس کی کوئی مثال نہیں ملتی

پھر جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی محبت میں اس کا گھر بنایا، سوچیں دنیا میں پہلی مرتبہ اللہ تعالیٰ کا کوئی گھر تعمیر ہو رہا ہے اور وہ کس کے ہاتھوں؟

جس کے ہاتھوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت رچی بسی تھی

جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت رچی بسی تھی

وہ پتھروں کو دیکھتے ہوں گے تو پتھروں کے اندر بھی اس محبت کے اثرات پیدا ہوتے ہوں گے۔ آج بھی کعبے کے ساتھ جو محبت ہے اس میں ابراہیم علیہ السلام کی محبت کا اثر ہے۔ اس میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا رب تعالیٰ کے لیے جو اخلاص ہے وہ نظر آتا ہے۔ کعبے کی تعمیر ہوئی تو خیال آیا آباد کون کرے گا؟ کیسے یہ گھر لوگوں کے لیے مرکز نگاہ بنے گا؟ اپنی اولاد کو بے آب و گیاہ وادی میں لا بسایا تھا تو جب اللہ رب العزت نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا میں

تجھے امام Leader بنانے والا ہوں اور کوئی چھوٹا لیڈر نہیں بلکہ World Leader تو ابراہیم علیہ السلام نے فوراً یہ سوال کیا کہ کیا میری اولاد کے لیے بھی؟ تو اللہ پاک نے یہ جواب دیا میرا عہد ظالموں کے لیے نہیں ہے۔

ظالم کون ہے؟ جو اپنے ربّ سے محبت نہیں کرتا۔ آپ یہ ظلم نہ کیجیے گا، وہی تو ہے جو آپ کے دل کے خالص جذبوں کا حق رکھتا ہے، اپنا دل اس کے نام لگا دیں۔ وہ یہ کہتا ہے اپنا آپ میرے ہاتھ بیچ ڈالو، اگر تم اپنا آپ مجھے دے دو گے تو:

میں تمہیں ایسی جگہ پہ بساؤں گا

جہاں تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی

میں تمہیں ایسے باغوں میں بساوؤں گا

جہاں تمہیں کبھی غم نہیں آئے گا

جہاں جو چاہو گے تمہیں ملے گا

اگر تم اپنا آپ میرے نام لگا دو، اگر تم سودا کر لو تو پھر خوشیاں مناؤ اس سودے پر جو تم نے اپنے ربّ کریم سے کیا ہے۔ یہ خوشی کا مقام ہے، دنیا میں بندے کے پاس ہے کیا جس کا مالک وہ اپنے آپ کو سمجھتا ہے، اس کی اپنی ذات پھر اس ذات کی نسبت جس چیز سے بھی قائم ہو جائے سورہ التوبہ کی آیت 111 میں فرمایا:

﴿إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ﴾

"بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال جنت کے بدلے میں خرید لیے۔"

جنت اس کے لیے ہے جو:

اپنے ربّ سے محبت کرتا ہے

جو اپنے رب کی خوشی کے لیے جیتا ہے

رہتا دنیا میں ہے لیکن اس کا ہو کر رہتا ہے

اس کا نمائندہ بن کر رہتا ہے

اسی کی نمائندگی کرنے کے لیے جیتا ہے

ذرا اپنی گفتگو کا جائزہ تو لیں جو آپ گھر والوں سے کرتے ہیں، ماں باپ سے کرتے ہیں، اپنے برابر کے لوگوں سے کرتے ہیں، دوستوں سے، رشتے داروں سے، ہمسائیوں سے، وہ گفتگو کس کا تذکرہ کرنے کے لیے ہوئی ہوتی ہے۔ ہماری ذات میں وہ Change وہ تبدیلی کیوں نہیں آتی؟

محبت نہیں کرتے، اس کو اپنا نہیں بناتے، اس کے لیے کچھ کرنے کی تمنا نہیں رکھتے، حب (محبت) نہیں ہے، وہ طلب وہ تڑپ نہیں ہے۔ تاریخ کے اوراق پلٹیں تو ذرا ہود علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ سے محبت کو دیکھیے! ساری قوم مخالف ہے، ساری قوم ایسی ہے جو لمبی لمبی اونچی اونچی عمارتیں تعمیر کرنے والی ہے۔

﴿الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ﴾ (الفجر:18)

"وہ کہ ان جیسا کوئی شہروں میں پیدا نہیں کیا گیا"

اتنی قوت رکھنے والے لوگ تھے کہ ان جیسے لوگ، ان جیسی قوم دنیا میں نہیں آئی۔ سیدنا ہود علیہ السلام ربّ عظیم کے ساتھ تعلق کی مشعل اٹھائے رہے تاکہ ساروں کے دل روشن ہو جائیں لیکن قوم نے نہیں مانا۔ اللہ رب العزت کی وہ محبت جو ہود علیہ السلام سے تھی اس محبت کی وجہ سے ہود علیہ السلام کو اور ان کو جو ان پر ایمان لائے تھے ان سب لوگوں کو بچا لیا گیا۔

یہ محبت نجات دیتی ہے

یہ محبت کامیابی کا سبب بنتی ہے

اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی

پھر صالح علیہ السلام کو دیکھیے! علاقے مختلف ہیں لیکن سب کے دل اس رب سے جڑے ہوئے ہیں۔ سیدنا صالح علیہ السلام ایسے جوان تھے جن سے قوم نے بہت امیدیں باندھ رکھی تھیں۔ سیدنا صالح علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ سے کتنی محبت تھی ہر صورت اپنی قوم کے لوگوں کو اپنے رب سے جوڑنا چاہتے تھے۔ صالح علیہ السلام کی قوم نے کہا ٹھیک ہے رب کو مان لیں گے لیکن اس کی کوئی نشانی تو دیکھا دو۔ ہم بغیر کسی نشانی کے کیسے مان لیں؟ سیدنا صالح علیہ السلام نے جس وقت اپنے رب سے قوم کا معاملہ بیان کیا، نشانی طلب کی تو اللہ رب العزت نے چٹان سے ایک اونٹنی اور اس کے بچے کو نکالا۔ سب نے آنکھوں سے دیکھا، نشانی دیکھ لی پھر بھی نہیں مانے۔ انھیں اس نشانی نے متاثر (Impress) نہیں کیا لیکن خوف زدہ ضرور تھے اور خوف کی وجہ سے کچھ کرنا نہیں چاہتے تھے۔

تو اللہ پاک نے ان کے اندر کی بات کو ابھارنے کے لیے ان کو آزمالیا کہ ایک دن کنوئیں سے تم پانی لو گے، ایک دن اونٹنی کے پانی لینے کا ہوگا تو انھیں بڑی تکلیف ہوتی تھی کہ ایک دن سارا پانی اونٹنی کا اور سارا دودھ سب لوگ استعمال کرتے تھے۔ کتنی بڑی نشانی تھی پوری سوسائٹی کے لیے ایسا لگتا ہے کہ Milk Plant لگ گیا ہے، وہ پانی پیتی تھی اور سب کو دودھ ملتا تھا پھر بھی دلوں کے اندر رب کی محبت نہیں جاگی۔ پھر بھی آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود اندھے بنے رہے۔ پھر اللہ رب العزت نے صالح علیہ السلام کو اور ان لوگوں کو جو صالح علیہ السلام پر ایمان لائے تھے انھیں بچالیا اور وہ سب جن کے دلوں میں رب کی محبت نہیں بس پائی ایک چنگھاڑ سے ان کے سینوں میں دل پھٹ کے رہ گئے۔ دل برتن ہے ناں، رب کی محبت نہیں بسائیں گے تو دل کا کیا ہو جائے گا؟ اس دل میں اپنے رب کریم کو بسالیں کیونکہ رب عظیم کی محبت اس جہان میں سب سے قیمتی چیز ہے۔

ایک بار، دل سے تسلیم تو کر لیں

زبان سے اظہار تو کر دیں کہ

﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ﴾ (البقرۃ:156)

”بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور بے شک ہم اُسی کی جانب لوٹنے والے ہیں۔“

وقت گزرتا رہا اس گزرتے وقت میں اللہ پاک نے جن ہستیوں کو بھی بھیجا ہر ایک کے دل میں اللہ رب العزت کی محبت بسی ہوئی تھی۔ وہ لوگ کیوں چنے گئے؟ ان کا انتخاب کیوں ہوا؟ کیونکہ ان کے دل شفاف تھے، Pure، پاک دل تھے۔ ان کے دلوں میں اعمال سیئہ نہیں تھے، کسی کے بارے میں بدگمانی نہیں تھی، کسی کی محبت بھی نہیں، کسی کی نفرت بھی نہیں تھی۔ ہاں یہ وہ دل تھے جن میں اس کائنات کا سب سے خوب صورت جذبہ سمایا، سب سے خوب صورت، سب سے قیمتی دولت ان ہستیوں کو نصیب ہوئی۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی، وہ انبیاء جنہوں نے ربّ کی محبت کو دلوں میں بسایا تو کسی اور کے لیے کوئی گنجائش نہ رہ گئی۔

ہم آگے بڑھتے ہیں تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام فرعون کے دربار میں ہمیں نظر آتے ہیں اور فرعون ان سے پوچھتا ہے کہ کس نے تمھیں بھیجا ہے؟ موسیٰ علیہ السلام جواب دیتے ہیں رب العالمین نے بھیجا ہے۔ کہنے لگا کوئی نشانی دکھا سکتے ہو؟ موسیٰ علیہ السلام نے عصا پھینکا تو اژدہا بن گیا، ہاتھ بغل سے نکالا تو چمکتا ہوا ہاتھ سب کے سامنے تھا۔

نشانیاں بھی کبھی ربّ تک، ایمان تک تو پہنچاتی ہیں کیونکہ عقل عاجز آجاتی ہے لیکن دل کے اندر محبت نہیں ہوتی، دل یقین نہیں کرتا۔ تو کس طرح سے آخری موقع پر بھی حضرت جبرائیل علیہ السلام فرعون کے منہ میں مٹی بھرتے نظر آتے ہیں، کیچڑ بھرتے ہوئے کہ ساری

زندگی تو ایمان نہیں لایا، ساری زندگی تو نے ربّ کی طرف توجہ نہیں کی، ساری زندگی تو یہ کہتا رہا:

﴿اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى﴾ (النازعات:24)

''میں تمہارا سب سے بلند رب ہوں۔''

پھر کس طرح سے آخری موقع پر اس کے منہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مٹی بھردی، کیچڑ بھر دیا کہ کہیں اس ربّ العالمین کے سامنے یہ آواز جائے تو اس آواز کی وجہ سے ربّ العالمین اسے معاف نہ کردیں۔

وہ ربّ کیسا ہے

کتنا مہربان ہے

اس کی رحمت میں کتنی وسعت ہے

ستر ماؤں سے بڑھ کر محبت کرنے والے سے محبت نہیں کریں گے! اس کے لیے اپنے جذبوں کو خالص نہیں کریں گے! کرنے والا کام تو یہی ہے اپنے دلوں کو دنیا کی آلائشوں سے پاک کرلیں کیونکہ جو کچھ بھی غیر اللہ سے متعلق ہے، جو بھی اخلاق سیئہ ہیں وہ اس محبت کے راستے کی رکاوٹ ہیں۔ اور میں سیدہ مریم کو دیکھتی ہوں ہیکل میں اللہ تعالیٰ کی محبت میں کس طرح سے زندگی گزار رہی ہیں کہ سیدنا زکریا علیہ السلام پوچھتے ہیں کہ:

﴿قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا﴾ (آل عمران:37)

''اے مریم! یہ پھل تمہارے پاس کہاں سے آئے ہیں بے موسم کے ہیں۔''

تو حضرت مریم کہتی ہیں:

﴿قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾ (آل عمران:37)

''کہ وہ اللہ ربّ العالمین کی طرف سے ہیں۔''

حضرت زکریا علیہ السلام کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا گویا سیلاب امڈ آتا ہے اور اپنے رب کریم سے دعا کرتے ہوئے کہتے ہیں:

﴿قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا﴾ (سورۃ مریم:4)

زکریا نے کہا: ''اے میرے رب! یقیناً میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں اور سر بڑھاپے سے بھڑک اٹھا ہے۔ اور اے میرے رب! میں آپ سے مانگ کر کبھی نامراد نہیں رہا۔

تیرا میرا ایسا تعلق ہے ہی نہیں کہ میں کچھ مانگوں اور تو انکار کردے۔ تو اللہ رب العزت نے حضرت یحییٰ کی خوشخبری دے دی اور تین دن تک نشانی کے طور پر آواز بند کردی گئی کہ بات نہیں کرسکو گے۔ پھر حضرت یحیٰ علیہ السلام جب پیدا ہوئے تو کتنی عمدہ خصوصیات والے تھے کیونکہ یہ ایک ایسے انسان کی امید تھی جو اللہ تعالیٰ سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ اس محبت کے صلے میں اللہ پاک نے کتنی فرماں بردار اولاد دے دی۔ محبت تو حضرت نوح علیہ السلام بھی کرتے تھے لیکن انہیں ایسا بیٹا دیا گیا جس کے بارے میں رب العزت نے کہا:

اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ (ھود:46)

''اے نوح! یقیناً وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں، بے شک وہ تو ایسا عمل ہے جو اچھا نہیں۔''

وہ تجھ جیسے کا بیٹا کیسے ہوسکتا ہے! تیرے دل میں تو میری محبت بسی ہوئی ہے اور اس کا دل مجھے پہچانتا بھی نہیں ہے، مجھے جانتا بھی نہیں ہے۔ اور پھر ہم جب سیدہ مریم علیہا السلام کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک پہنچتے ہیں تو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی محبت کی چھاؤں کیسی

تھی؟ جب وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے رہے؟

یہودیوں نے انہیں ان کی ماں کے حوالے سے طعنہ دیا۔نہیں مانے تو رب العزت نے کس طرح سے زندہ آسمانوں پر اٹھالیا آج تک عیسائی اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں لیکن سیدنا عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آئیں گے۔ وہ وقت بہت قریب ہے جب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے اور وہ ایک بار پھر اپنے ربّ کی محبت کی دعوت دیں گے۔ اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں اتنا بڑا کام ہوجائے گا کہ سجدہ صرف ایک اللہ تعالیٰ کے لیے ہوجائے گا۔سب انسانوں کے دل میں ایک اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنا دنیا کے سارے مال، دنیا میں جو کچھ موجود ہے سب سے زیادہ قیمتی ہوجائے گا کیونکہ لوگ اپنے ربّ کریم کو پہچان لیں گے،لوگ اپنے ربّ عظیم سے اپنے آپ کو منسوب کرنے میں اپنی عزت محسوس کریں گے۔

اور پھر آخری پیغمبر محمد ﷺ کی زندگی اللہ تعالیٰ کی محبت کا کیسا نمونہ تھی؟ اس ربّ کی تلاش میں نکلے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتے کو اسی غار میں بھیج دیا جب آپ ﷺ پر پہلی وحی آئی۔ پھر کیسے پہلی وحی کے بعد جب فطرۃ الوحی کا دور آیا تو آپ ﷺ کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت اتنی گھر کرچکی تھی کہ کبھی کسی پہاڑ پر چڑھ جاتے کہ اپنے آپ کو نیچے گرادیں اور آپ ﷺ کی محبت ایسی تھی کہ جو کہیں آپ کو چین نہیں لینے دیتی تھی۔ آپ ﷺ کے دل میں ایک ہی ارمان تھا ایک بار پھر میں اللہ تعالیٰ کا کلام، اللہ رب العزت کا پیغام سننے کے قابل ہوجاؤں، وہ پیغام کیوں نہیں آتا؟ پھر اللہ رب العزت کی جانب سے جب سورۃ المدثر نازل ہوئی تو اس کے بعد وحی کا سلسلہ گرم ہوگیا۔

وہ اللہ پاک کی محبت تھی کس طرح سے آپ ﷺ وحی سنتے اور وحی کو لوگوں تک پہنچاتے تھے۔کتنی مخالفت کی گئی لیکن اس محبت کے آثار کو دیکھیے،وہ کیسی محبت تھی کہ لوگ طعنے دیتے تھے،مذاق اڑاتے تھے، پھبتیاں کستے تھے،آپ ﷺ پر چوٹیں کی جاتی

تھیں لیکن محبت ماند نہیں پڑتی تھی۔ہاں محبت کا یہ مزاج ہے جتنا زیادہ اس محبت کو پریشر کے ساتھ ختم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے یہ محبت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔تو آپ ﷺ نے اعلانیہ اپنے ربّ عظیم کی بڑائی کا اظہار کیا جیسا کہ آپ ﷺ کو حکم دیا گیا:

﴿وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ﴿٣﴾ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴿٤﴾ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ﴿٥﴾﴾ (سورۃ المدثر:3،5)

''اور اپنے ربّ کی بڑائی بیان کرو۔اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو۔اور گندگی سے دُور رہو۔''

اپنے رب کی بڑائی بیان کرو لیکن اس کے لیے کچھ تیاری کرلو،اپنے کپڑے پاک رکھو۔پاکیزگی کے لیے،Purity کے لیے کام کرو اور گندگی سے اپنے آپ کو بچالو،الگ کرلو۔آپ ﷺ نے اس کے لیے کتنی محنت کی۔آپ ﷺ کی محبت ہمیں ابتدائی دور میں ہی رات کے کثیر حصے میں قیام کی صورت میں نظر آتی ہے۔جب آپ ﷺ اپنے ربّ کے آگے کھڑے ہوتے تھے تو اکثر آپ ﷺ کے سینے سے ہنڈیا کے ابلنے جیسی آواز آتی۔ایسی آواز آتی تھی جس کی وجہ سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بعض اوقات پریشان ہو جاتی تھیں۔آپ ﷺ کی یہ محبت اتنی شدید تھی کہ پاؤں پھٹ جاتے تھے،آپ ﷺ کے پاؤں پر بہت سوجن (Swelling) ہو جاتی تھی۔جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ! آپ کیوں اتنی مشقت برداشت کرتے ہیں،آپ کے تو سارے گناہ اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیے،اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جنت کی خوش خبری نہیں دی ہوئی۔تو آپ ﷺ نے فرمایا:

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی ﷺ اتنی دیر تک کھڑے ہو کر نماز پڑھتے رہتے کہ آپ ﷺ کے قدم یا (یہ کہا کہ) پنڈلیوں پر ورم آجاتا۔جب آپ ﷺ سے اس کے متعلق کچھ عرض کیا جاتا تو فرماتے:

﴿أَفَلَا أَكُونَ عَبْدًا شَكُورًا﴾

کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ (صحیح بخاری:1130)

''عبدا'' کے لفظ پر غور کریں، آپ ﷺ اپنی حیثیت کو ہمیشہ یاد رکھتے تھے۔ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی محبت میں کس طرح سے بھوک برداشت کرتے تھے، کیسے شعب ابی طالب میں آپ ﷺ کے ساتھیوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ اتنی مشقت برداشت کی لیکن کوئی رات ایسی نہیں تھی جب محبت کے وہ الفاظ جو وحیِ الٰہی کے تھے وہ خوب صورت آواز میں بلند نہ ہوتے ہوں۔ آپ ﷺ کی زبان سے جب اللہ تعالیٰ کا کلام نکلتا تھا، آپ ﷺ نے خود اس کے بارے میں فرمایا:

اللہ تعالیٰ کسی بات کو اتنا متوجہ ہو کر نہیں سنتا جتنا نبی کریم ﷺ کا قرآن پڑھنا متوجہ کر سنتا ہے جو خوش آوازی سے اس کو پڑھتا ہے۔ (بخاری:7482)

سوچیں وہ کیسا الوحی نغمہ تھا! وہ کیسی آواز تھی! خوب صورت ترین آواز، کائنات کا بادشاہ سب سے زیادہ اس آواز کی طرف توجہ دیتا تھا۔ اور آپ ﷺ کی محبت اتنی تھی مکہ والوں نے جب انکار کیا، مکہ والے جس وقت اللہ رب العزت کی طرف متوجہ ہونے کے لیے تیار نہیں ہوئے تو آپ ﷺ نے طائف میں جا کر ان لوگوں کو تلاش کرنا چاہا:

جو اس سے محبت کرنے لگ جائیں

جو اس کا پیغام پہنچانے والے بن جائیں

جو اللہ رب العالمین کے لیے خالص ہو جائیں

طائف والوں نے جوابی طور پر پتھراؤ کیا اور آپ ﷺ کے بدن سے نکلنے والا خون آپ ﷺ کے جوتوں میں جم گیا۔ اتنی بے عزتی (Insult) جس کے پیچھے بچے تالیاں بجائیں، جس کو پتھر مارے جائیں، اس ربّ سے محبت کرنا کیسا کام ہے؟ کہ سنگ

(پتھر) ہر شخص نے ہاتھوں میں اٹھا رکھا ہے۔ ربّ العزت سے یہ محبت کیسی تھی؟ کہ ایک لمحے کے لیے بھی مایوسی نہیں آئی۔ نبی ﷺ نے اس موقع پر دعا فرمائی:

﴿اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ اَشْكُوْا ضَعْفَ قُوَّتِيْ وَقِلَّةَ حِيْلَتِيْ وَهَوَانِيْ عَلَى النَّاسِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ وَاَنْتَ رَبِّيْ اِلٰى مَنْ تَكِلُنِيْ؛ اِلٰى بَعِيْدٍ يَتَجَهَّمُنِيْ اَمْ اِلٰى عَدُوٍّ مَلَّكْتَهُ اَمْرِيْ؛ اِنْ لَّمْ يَكُنْ بِكَ عَلَيَّ غَضَبٌ فَلَا اُبَالِيْ وَلٰكِنْ عَافِيَتُكَ هِيَ اَوْسَعُ لِيْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِيْ اَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ وَصَلُحَ عَلَيْهِ اَمْرُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مِنْ اَنْ تُنْزِلَ بِيْ غَضَبَكَ اَوْ يَحِلَّ عَلَيَّ سَخَطُكَ لَكَ الْعُتْبٰى حَتّٰى تَرْضٰى وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ﴾

''اے اللہ! میں تجھ سے ہی اپنی کمزوری اور بے بسی اور لوگوں کے نزدیک اپنی بے قدری کا شکوہ کرتا ہوں۔ یا ارحم الراحمین! تو کمزوروں کا رب ہے اور تو میرا بھی رب ہے۔ تو مجھے کس کے حوالے کر رہا ہے؟ کیا کسی بیگانے کے جو میرے ساتھ تندی سے پیش آئے یا کسی دشمن کے جس کو تو نے میرے معاملے کا مالک بنا دیا ہے؟ اگر مجھ پر تیرا غضب نہیں ہے تو کوئی پروا نہیں لیکن تیری عافیت میرے لیے زیادہ کشادہ ہے۔ میں تیرے چہرے کے اس نور کی پناہ چاہتا ہوں جس سے تاریکیاں روشن ہو گئیں اور جس پر دنیا اور آخرت کے معاملات درست ہوئے کہ تو مجھ پر اپنا غضب نازل کرے یا تیرا عتاب مجھ پر وارد ہو۔ تیری رضا مطلوب ہے یہاں تک کہ تو خوش ہو جائے اور تیرے بغیر کوئی زور اور طاقت نہیں۔'' (رحمۃ للعالمین)

دعائے طائف سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ کس طرح سے اپنی بے قدری

کو اپنے ربّ کے سامنے بیان کر رہے تھے اور جب عذاب کا فرشتہ آپ ﷺ کے پاس آیا کہ ان دونوں پہاڑوں کے درمیان رہنے والوں کو ملیا میٹ کر دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"ان کی نسلوں سے ایسے لوگ اٹھیں گے جو اللہ پاک سے محبت کرنے والے ہوں گے، جو ایک اللہ پر ایمان لانے والے ہوں گے۔" (بخاری: 3231)

پھر جب آپ ﷺ وہاں سے نکلے، سوچیں انسان کہیں رسپانس نہیں دے رہے اور اس ربّ کی بات کرنا اور اس کا پیغام پہنچانا۔ یہ آپ ﷺ کے لیے فریضہ بھی تھا لیکن آپ ﷺ کی محبت بھی تھی۔ پھر آپ ﷺ نے جب واپسی کے سفر میں سورۃ الرحمن پڑھی، آپ تصور (Imagine) کر سکتے ہیں پورا بدن دکھ رہا ہے اور جب کسی کی ایسی بے عزتی ہو تو اس کی روح بھی کرچی کرچی ہوتی ہے لیکن آپ ﷺ کے دل میں اللہ تعالیٰ کی ایسی محبت بسی ہوئی تھی جس میں اور اضافہ ہوا۔ طائف سے لوٹے ہیں اور رحمان کی رحمتوں کو سورۃ الرحمن کی صورت میں یاد کر رہے ہیں۔ دل سے نکلنے والی آواز ایسی تھی کہ جو جنات آسمان پر پہرے داروں سے بچ کر آئے تھے اور وہ تلاش کر رہے تھے کہ زمین پر ایسا کیا معاملہ ہو گیا جس کی وجہ سے آسمان پر اتنے کڑے پہرے ہیں۔ انہوں نے جب وہ آواز سنی، دل سے نکلنے والا وہ محبت بھرا نغمہ، وہ محبت بھرا کلام سنا تو جنات بھی متاثر ہو گئے۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

محبت اپنا اثر ضرور چھوڑتی ہے اور تصور کریں انسان سنگ دل تھے اور جنات پر کیسا اثر ہو گیا؟ جنات متاثر ہو گئے۔

پھر آپ ﷺ واپس آئے تو مکہ والوں نے اپنے مظالم میں اور زیادہ شدت اختیار کر لی۔ پھر اللہ پاک نے یثرب سے ٹھنڈی ہوائیں بھیج دیں، محبت ہے ناں پھر یثرب

والے آپ ﷺ سے معاہدہ کرنے لگ گئے۔ پہلا معاہدہ ہوا، پھر دوسرے معاہدے کا وقت آیا اور اسی دوران آپ ﷺ کو آسمانی سفر کروایا گیا۔ زمین کے باشندوں میں سے کوئی ایسا باشندہ نہیں ہے جسے اللہ پاک نے اپنے پاس بلوایا ہو۔ وحی تو بہت سوں کے پاس آئی لیکن آسمان پر اپنے حضور آنا صرف ایک ہستی کے لیے ممکن بنایا۔ اس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دل میں اللہ تعالیٰ کی کتنی گہری محبت تھی، کتنی والہیت تھی۔ جب آپ ﷺ آسمانی سفر کر کے آئے تو لوگوں نے پھر مذاق اڑایا ابو جہل نے کہا کہ سب لوگوں کو سناؤ و تمہارے ساتھ کیا بیتی تھی تو آپ ﷺ نے بیت المقدس سے آنے کے سارے واقعات سنائے۔ کہنے لگے نشانی بتاؤ و اتنا فاصلہ اتنی جلدی تو طے نہیں ہو سکتا ایک مہینے کی مسافت ہے۔

”آپ ﷺ نے فرمایا: ایک قافلہ ایسا ہے جسے میں نے راستے میں دیکھا تھا وہ اتنی دیر بعد آپ کے پاس پہنچ جائے گا۔“ (684/2:[illegible])

کہنے لگے ٹھیک ہے جب وہ قافلہ آئے گا پھر آپ ﷺ سے بات کریں گے۔ پھر قافلہ واپس پہنچا نشانی تو مل گئی لیکن پھر بھی ان کے دل جو اندھیروں میں گم تھے اپنے رب کو پہچان نہیں پائے۔

جانتے ہیں یہ اندھیرا کس چیز کا ہے؟ جہالت کا

اپنے رب کے بارے میں جانتے نہیں تھے، ان کا دل یقین نہیں کرتا تھا۔ یہ تعارف محبت کی بنیاد ہے اور وہ پہلی سیڑھی پر بھی نہیں چڑھے تھے۔ اس لیے جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کر لیں:

﴿ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِيْ يُبَلِّغُنِيْ حُبَّكَ . اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَّفْسِيْ وَأَهْلِيْ

وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ﴾

”یا اللہ! میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور اس کی محبت جس کو تو چاہتا ہے اور وہ عمل جو مجھے تیری محبت تک پہنچائے، یا اللہ! اپنی محبت کر دے میرے لیے زیادہ پیاری میری جان سے اور مال سے اور میرے گھر والوں سے اور ٹھنڈے پانی سے۔“ (ترمذی:3490)

جب پیاسا پانی پیتا ہے اور ٹھنڈا پانی تو اس کو دنیا کی سب سے بڑی نعمت پانی لگتی ہے۔ شدت کی گرمی میں جتنا کسی کو ٹھنڈا پانی تسکین دیتا ہے اس سے بڑھ کر وہ محبت مجھے عطا کر دے۔ یا اللہ! جس چیز کو تو مجھ سے واپس لے لے پھر جب میرا دل اس سے فارغ ہو جائے تو پھر مجھے ایسے کام کرنے کی توفیق دے دے جس کی وجہ سے میں آپ سے محبت کا اور زیادہ اظہار کر سکوں اور زیادہ اپنی زندگی کو اس کام میں لگا سکوں۔ تو یہ محبت ہے اور محبت کرنے کے راستے وہی ہیں۔

اپنی زبان کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے پُر رکھیں

اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے پُر رکھیں

کیونکہ محبت کچھ یادوں کی وجہ سے ذو آفشاں ہوتی ہے

یادیں (Sweet Memories) انسان کی سوچ کو، اس کے احساس کو کہاں سے کہاں پہنچا دیتی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی یاد ہے جو محبت کرنے والے کے دل کو اطمینان دیتی ہے۔ خود اللہ رب العزت نے فرمایا:

﴿أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾ (الرعد:28)

”سن لو! اللہ تعالیٰ کی یاد ہی سے دل اطمینان پاتے ہیں۔“

مالک بن دینار کہتے ہیں:

”محبت کی پہچان ذکر کی کثرت ہے۔“

اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت اس کا دائمی ذکر ہے۔رب العزت کا فرمان ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا﴾۔(الاحزاب:41)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو۔''

ذکر انسان کی روح کو ایسا رنگ دیتا ہے کہ پھر کوئی اور رنگ غالب نہیں آتا۔

سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں اور جب بھی وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوں جب وہ مجھے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور جب وہ مجھے مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر فرشتوں کی مجلس میں اسے یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اسے (ایک ہاتھ) قریب ہو جاتا ہوں اور جب وہ میری طرف ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں اس کی طرف دو ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں اور جب وہ میری طرف چلتا ہوا آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑتا ہوا آتا ہوں۔(بخاری:7405)

اللہ تعالیٰ سے سچی محبت رکھنے والے رغبت اور خوف سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔اپنے رب سے محبت کرنے والے اہل ایمان کے بارے میں رب العزت کا فرمان ہے:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ﴾(الانفال:2)

بلاشبہ مومن وہی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل لرز جاتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کی آیات اُن کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں وہ اُن کو ایمان میں بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے رب پر اعتماد کرتے ہیں۔

اس سے محبت کرنے والے نیک اعمال کے باوجود اس سے ڈرتے رہتے ہیں۔رب العزت کا فرمان ہے:

﴿وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوا وَّقُلُوبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلَى رَبِّهِمْ رَاجِعُونَ﴾

اور وہ لوگ جو دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور اُن کے دل کانپتے ہیں کہ بے شک وہ اپنے رب کی طرف واپس جانے والے ہیں۔ (المومنون:60)

اس محبت کے لیے دعا کرنے کے لیے ہاتھ اٹھ جاتے ہیں، دعا کتنا بڑا ہتھیار ہے، دعا کی کتنی زیادہ ضرورت ہے اور:

اس سے محبت کے لیے، اس کے کلام سے محبت

کیا کوئی محبت کرنے والا نہیں جانتا کہ محبوب کا کلام کتنا عزیز ہوتا ہے اور یہ اس ربّ عظیم کا کلام ہے۔ ربّ کی سب سے بڑی نشانی جتنی آپ ربّ سے محبت کرنا چاہتے ہیں تو اس کے کلام سے محبت کر لیں۔ جتنی اس کے کلام سے محبت کریں گے، اس کو یاد کریں گے، اس کو سمجھیں گے، اس کو دہرائیں گے، اس پیغام کا تذکرہ کریں گے، اس پیغام کو پہنچائیں گے اتنا ہی زیادہ ربّ کی محبت ملے گی۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

﴿خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ﴾ (بخاری:5027)

''تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

تو بہترین لوگ وہ ہیں جو اللہ کے کلام کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔

ابن مسعود کہتے ہیں کہ جسے اس بات سے خوشی ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت رکھے اسے چاہئے کہ مصحف پڑھے۔ (حلیۃ الاولیاء:209/7)

تلاوت قرآن سے اور قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کی محبت، اس کی ملاقات کا شوق پیدا ہوتا ہے، اُس سے اُمید بندھتی ہے، اس کا خوف پیدا ہوتا ہے، اُس کی رضا تمنا بن جاتی ہے۔ انسان اُس کا شکر ادا کرتا ہے، اس کے لئے صبر کرتا ہے۔ اُس کا دل

بھی عبادت کرنے لگ جاتا ہے، زبان بھی اور اعضاء بھی۔

قرآن مجید پر غور وفکر کرنے سے دل کی اصلاح ہوتی ہے اور اس پر عمل کرنا اُس کو کمال تک پہنچا دیتا ہے۔

عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ دیکھے کہ اسے اللہ تعالیٰ سے کتنی محبت ہے تو اسے اپنے آپ کو قرآن کے آگے پیش کرنا چاہیے پھر اگر وہ قرآن حکیم سے محبت رکھتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتا ہے کیونکہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ (مجمع الزوائد: 242/7)

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں تم اس امر کی بلندی تک ہرگز نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ ہر چیز سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے محبت نہ کرو۔ جو قرآن مجید سے محبت کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے۔ (شعب الایمان: 36/5)

نبی ﷺ کیسے اللہ تعالیٰ کی محبت کو بڑھانے کے لیے نمازوں میں تلاوت قرآن کرتے تھے:

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ ﷺ نے سورہ البقرہ شروع فرمادی تو میں نے (دل میں) کہا کہ آپ ﷺ سو آیات پر رکوع فرمائیں گے۔ میں نے (دل) میں کہا کہ آپ ﷺ اس سورہ کو دو رکعتوں میں پوری فرمائیں گے۔ پھر آگے چلے میں نے (دل) میں کہا کہ آپ اس ایک پوری سورت پر رکوع فرمائیں گے۔ (اس کے بعد) پھر آپ ﷺ نے سورہ نساء شروع فرمادی پوری سورہ پڑھی۔ پھر آپ ﷺ نے سورہ آل عمران شروع فرمادی۔ اس کو آپ ﷺ نے ترتیل اور خوبی

کے ساتھ پڑھا۔ جب آپ ﷺ اس آیت سے گزرتے کہ جس میں تسبیح ہوتی تو آپ ﷺ سبحان اللہ کہتے اور جب آپ ﷺ کسی ایسے سوال سے گزرتے تو آپ ﷺ سوال فرماتے اور جب آپ ﷺ تعوذ والی آیت پر سے گزرتے تو آپ ﷺ پناہ مانگتے پھر آپ ﷺ نے رکوع فرمایا اور سبحان ربی العظیم پڑھتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کا رکوع بھی قیام کے برابر ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے سمع اللہ لمن حمدہ کہا پھر اس کے بعد آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور آپ ﷺ کا سجدہ بھی آپ ﷺ کے قیام کے برابر لمبا تھا اور جریر کی حدیث میں اتنا زائد ہے کہ آپ ﷺ نے سمع اللہ لمن حمدہ بھی کہا۔ (مسلم:1814)

تلاوت قرآن یوں تو دن اور رات کے اوقات میں کرنے سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے مگر نماز میں اس سے جو راحت اور سرور ملتا ہے اس کی وجہ سے نبی ﷺ نے فرمایا:

﴿حُبِّبَ إِلَيَّ النِّسَاءُ وَالطِّيبُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ﴾

''مجھے دنیا کی سب چیزوں میں عورتیں اور خوشبو پسند ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔'' (نسائی:3391)

اللہ رب العزت سے محبت کرنے والے ملاقات چاہتے ہیں اور محبت تعلق کے ذرائع کو تلاش کرتی ہے۔ محبت کرنے والے کے لیے نماز کتنی محبوب ہو جاتی ہے کیونکہ ملاقات کا ذریعہ ہے۔ انسان جب نماز ادا کرتا ہے اور ایمان والے، محبت کرنے والے کی تو اللہ اکبر کہتے ہی کیفیت بدل جاتی ہے۔ کیفیت تو اس وقت بھی بدل جاتی ہے جس وقت وہ اذان سنتا

ہے اور اس کا جواب دیتا ہے۔ کیفیت اس وقت بھی بدلتی ہے جب وہ وضو کرتا ہے۔ کیفیت اس وقت بھی بدلتی ہے جب وہ قبلہ رُو ہوتا ہے اور اس وقت کتنی بدل جاتی ہے جب وہ اللہ اکبر کہہ کے اس کے سامنے ہاتھ باندھتا ہے، رکوع کرتا ہے، سجدہ کرتا ہے اور اس ربّ کریم کا وعدہ ہے۔

﴿وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ﴾ (العلق:19)

''اور سجدہ کرو اور بہت قریب ہو جاؤ۔''

اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والا رات کی تنہائیوں میں نیند کو توڑ کر اس لئے اُٹھتا ہے کہ وہ وقت جس میں سب سو رہے ہوتے ہیں، جو گہرے سناٹے کا وقت ہوتا ہے، اس وقت محبت کرنے والا توجہ اور انہماک سے اس سے مناجات کرتا ہے۔ اس کے آگے سجدے کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے (یعنی فرائض مجھ کو بہت پسند ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوۃ) اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں، اگر وہ کسی دشمن یا شیطان سے میری پناہ کا طالب ہوتا ہے تو میں اسے محفوظ رکھتا ہوں اور میں جو کام کرنا چاہتا ہوں اس

میں مجھے اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کہ مجھے اپنے مومن بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے۔ وہ تو موت کو بوجہ تکلیفِ جسمانی کے پسند نہیں کرتا اور مجھ کو بھی اسے تکلیف دینا برا لگتا ہے۔"

[صحیح بخاری:6502]

انسان کا دل جس سے محبت کرتا ہے اس کو دیکھنے اور اس کی ملاقات کے لیے تڑپتا ہے۔ سچا محبت کرنے والا ہمیشہ اپنے محبوب کو یاد رکھتا ہے اور اُس سے ملاقات کو کبھی نہیں بھولتا۔

ہم ان ہستیوں کی زندگی کو جو اللہ رب العزت کی پسندیدہ ہیں، جو مسلمانوں کے لیے ہیرو کی حیثیت رکھتے ہیں اور جن ہستیوں جیسے اعمال نہ کریں تو زندگی زیرو ہو جاتی ہے اس لیے پڑھتے ہیں تا کہ ہم ان جیسے کام کرنے کی کوشش کر سکیں۔ یا اللہ! ہمیں ہمیشہ ان ہستیوں سے سبق حاصل کرنے کی توفیق عطا فرما دیجئے اور جیسے انہوں نے محبت کی ہمیں ان کے پیچھے پیچھے ویسی محبت کرنے کی توفیق عطا فرما دیجئے (آمین)۔ جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے، اس سے ملاقات کی امید رکھتا ہے تو اس سے ملاقات موت کے بغیر نہیں ہو سکتی، موت کے بعد ہی ملاقات ہوتی ہے۔ مومن موت کو بھی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی وجہ سے برداشت کر جاتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو پسند کرتا ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنے کو دوست رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو دوست رکھتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے ملنے کو پسند نہیں کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو پسند نہیں کرتا۔" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یا آپ ﷺ کی بعض ازواج نے عرض کیا کہ "مرنا

توہم بھی پسند نہیں کرتے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ملنے سے موت مراد نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے کہ ایماندار آدمی کو جب موت آتی ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کے یہاں اس کی عزت کی خوشخبری دی جاتی ہے، اس وقت مومن کو کوئی چیز اس سے زیادہ عزیز نہیں ہوتی جو اس کے آگے (اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور اس کی رضا اور جنت کے حصول کے لیے) ہوتی ہے، اس لیے وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا خواہش مند ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جب کافر کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی سزا کی بشارت دی جاتی ہے، اس وقت کوئی چیز اس کے دل میں اس سے زیادہ ناگوار نہیں ہوتی جو اس کے آگے ہوتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ سے جا ملنے کو ناپسند کرنے لگتا ہے، پس اللہ تعالیٰ بھی اس کے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔''

(بخاری:6507)

رب العزت نے فرمایا:

﴿مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ﴾

''جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی اُمید رکھتا ہے۔''

﴿فَإِنَّ أَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ﴾

''تو یقیناً اللہ تعالیٰ کا مقررہ وقت ضرور آنے والا ہے۔''

﴿وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ (العنکبوت:5)

''اور وہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔''

ربّ سے ملاقات کے شوق سے مراد موت کی تمنا کرنا نہیں ہے بلکہ موت کے وقت

اس کی آمد پر راضی ہوتا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی ملاقات کا شرف حاصل ہو سکے۔ رب العزت کا فرمان ہے:

﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّٰتٍ وَنَهَرٍ ﴿٥٤﴾ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِندَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿٥٥﴾﴾

بلاشبہ متقی لوگ باغوں اور نہروں میں ہوں گے۔ صدق کی مجلس میں، بڑے ذی اقتدار بادشاہ کے پاس۔ (القمر:55،54)

اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والا اس کی اطاعت پر نہ صرف صبر کرتا ہے بلکہ اس میں لذت محسوس کرتا ہے۔ یہ لذت انسان کو ابتدا میں ہی نہیں مل جاتی اس کے لئے انسان کو مشقت اٹھانی پڑتی ہے، مجاہدہ کرنا پڑتا ہے۔

''ثابت بنانی نے کہا کہ میں نے 20 سال نماز تکلیف سے پڑھی ہے اور 20 سال نعمت سمجھ کر پڑھی ہے۔'' (حلیۃ الاولیاء:321/2)

اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے تنہائی میں اس سے مناجات کرتے ہیں، سرگوشیاں کرتے ہیں، اس کی کائنات پر غور و فکر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے اپنی محبوب ترین چیزیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں جیسا کہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿لَن تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ۚ وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ﴾ (آل عمران:92)

''تم ہرگز پوری نیکی حاصل نہیں کرو گے یہاں تک تم ان چیزوں میں سے خرچ کرو جن سے تم محبت رکھتے ہو اور جو بھی تم خرچ کرو گے اس کو یقیناً اللہ تعالیٰ پوری طرح جاننے والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کی محبت سے بڑھ کر نیکی کا اعلیٰ ترین مقام کیا ہو سکتا ہے۔ اس ایثار کی دو

علامتیں ہیں:

1۔ وہ کام کرنا جس سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہو اگرچہ نفس کو ناپسند ہوں۔

2۔ اللہ تعالیٰ کے ناپسندیدہ کاموں کو چھوڑ دینا اگرچہ تیرا نفس اس سے محبت کرتا ہو۔

اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے کس طرح اللہ رب العالمین کے حضور حاضر ہوتے ہیں تو ان کی زندگی کے رنگ بدل جاتے ہیں۔ محبت کے اثرات زندگی پہ نظر آتے ہیں اور اللہ رب العالمین اس محبت کی کتنی قدر کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلانِ جنگ ہے۔“ (صحیح بخاری:6502)

اللہ تعالیٰ کے ولیوں سے محبت کرنا، اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے محبت کرنا، یہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا حصہ ہے اور نبی ﷺ نے فرمایا:

﴿مَنْ أَحَبَّ لِلّٰهِ وَأَبْغَضَ لِلّٰهِ وَأَعْطَى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ﴾

”جس نے اللہ کی خاطر محبت کی، اللہ کی خاطر دشمنی رکھی، جس نے اللہ کی خاطر دیا، اللہ کی خاطر روک لیا اس نے اپنے ایمان کو مکمل کر لیا۔“ (ابوداؤد:4681)

ایمان اسی کا ہے:

جس کے دل میں اس کی ذات کا یقین

جس کا دل اس ذات کے ساتھ جڑا ہوا ہے

جس کے دل میں اس کی ذات سب سے بڑی ہے

جب آپ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں گے تو وہ بھی آپ سے محبت کرے گا جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک صاحب کو ایک مہم پر روانہ

کیا، وہ صاحب اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتے تھے اور نماز میں ختم قل ھو اللہ احد پر کرتے تھے۔ جب وہ واپس آئے تو اس کا ذکر آن ﷺ سے کیا نبی ﷺ نے فرمایا کہ ان سے پوچھو کہ یہ طرز عمل کیوں اختیار کیے ہوئے تھے؟ چنانچہ لوگوں نے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ ایسا اس لیے کرتے تھے کہ یہ اللہ کی صفت ہے اور میں اسے پڑھنا محبوب رکھتا ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ انہیں اللہ تعالیٰ بھی محبوب رکھتا ہے۔ (بخاری:7375)

اللہ تعالیٰ اپنے سے محبت کرنے والوں کو آسمان اور زمین والوں کا محبوب بنا دیتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت فرماتے ہیں تو جبرائیل علیہ السلام کو بلا کر فرماتے ہیں: میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تم بھی اسے محبوب رکھو۔ فرمایا: پس جبرائیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر آسمان میں منادی کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو تو آسمان والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر زمین میں اس کے لیے مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔'' (صحیح مسلم:6705)

جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے وہ نبی ﷺ سے بے پناہ محبت کرتا ہے۔ ربّ العزت کا ارشاد ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (آل عمران:31)

''آپ کہہ دیں اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کرے گا، اور اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والا، بے حد رحم والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے مسلمانوں کے لیے نرم اور کافروں کے لیے سخت ہوتے ہیں۔ جیسا کہ رب العزت نے فرمایا:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۡ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴾ (المائدۃ:54)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم میں سے جو بھی اپنے دین سے پھر جائے گا تو اللہ تعالیٰ جلد ہی ایسے لوگوں کو لے آئے گا جن سے وہ محبت کرے گا اور وہ اس سے محبت کریں گے، وہ مومنوں پر بہت نرم اور کافروں پر بہت سخت ہوں گے، وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔''

ذوالنون مصری سے اللہ تعالیٰ کی محبت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا:

تم اس سے محبت کرو جس سے اللہ تعالیٰ محبت رکھتا ہے اور تم اس سے نفرت کرو جس سے اللہ تعالیٰ نفرت کرتا ہے اور تم اللہ تعالیٰ کے لئے نیک کام کرو اور تم ہر کام کو چھوڑ دو جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہونے سے روک دے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کرو۔ مومنوں کے لئے نرم اور کافروں کے لئے سختی رکھو اور دین میں اللہ تعالیٰ کے رسول کی سنت کی اتباع کرو۔ (شعب الایمان:369/1)

ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کیوں نہ کریں جب کہ وہی تو ہے جس نے ہمیں ساری نعمتیں دی

ہیں۔اس کی نعمتوں پر غور وفکر اس کی محبت کو بڑھانے کا ذریعہ ہے:

﴿وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ﴾ (ابراھیم:34)

''اور اس نے تمھیں ہر چیز میں سے دیا جس کا بھی تم نے اُس سے سوال کیا اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرو تو انھیں شمار نہیں کر پاؤ گے۔ بلاشبہ انسان یقیناً بڑا ظالم، بہت ناشکرا ہے۔''

وہ اس کائنات کی سب سے عظیم ہستی ہے،اس کے اسماء وصفات کا علم حاصل کرنا اور دل سے ان کا مطالعہ کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ محبت اسی سے ہوتی ہے جس کی پہچان ہو۔اس سے کیسے محبت ہو سکتی ہے جس سے آگہی نہ ہو۔

''قاسم جوعی کہتے ہیں اصل محبت معرفت ہے۔'' (حلیۃ الاولیاء:9/323)

جو شخص اللہ تعالیٰ کے ماسوا غیروں سے محبت رکھتا ہے ویسی محبت جیسی اللہ تعالیٰ سے رکھنی چاہیے تو اس محبت کی وجہ سے انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر دلیر ہوجاتا ہے۔ انسان کے دل سے غیر اللہ کی ایسی محبت کے بعد اللہ تعالیٰ کی محبت، اس کی بزرگی اور اس کی عظمت دل سے نکل جاتی ہے اور غیر اللہ سے محبت کے بعد دل میں ان سے خوف اور دہشت بیٹھ جاتی ہے۔رب العزت نے فرمایا:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ﴾ (البقرۃ:165)

'' اور لوگوں میں سے ایسے بھی ہیں جو غیر اللہ کو شریک بناتے ہیں، وہ اُن سے اللہ

تعالیٰ کی محبت جیسی محبت کرتے ہیں اور جو لوگ ایمان لائے وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں زیادہ شدید ہیں اور کاش ! جن لوگوں نے ظلم کیا ہے وہ دیکھ لیں (اس وقت کو) جب وہ عذاب کو دیکھیں گے (تو سمجھ جائیں گے) کہ یقیناً ساری کی ساری قوت اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ بہت سخت عذاب والا ہے۔

محبت میں اطاعت بوجھ نہیں رہتی

محبت میں اطاعت سے قوت ملتی ہے

محبت میں اطاعت سے لذت ملتی ہے

محبت میں اطاعت نعمت بن جاتی ہے

اللہ تعالیٰ کی محبت ہی مؤمن کا سرمایہ ہے

محبت میں انس ہے، رضا ہے، شوق ہے

محبت سے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا اشتیاق بڑھ جاتا ہے

محبت میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول سب سے بڑی سرگرمی بن جاتا ہے

محبت کرنے والا اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کو اپنے لئے بڑا انعام سمجھتا ہے

اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے انسان محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت کرتا ہے

صالحین سے، انبیاء سے اور اللہ تعالیٰ سے دین سے محبت کرتا ہے

اللہ تعالیٰ سے محبت کی وجہ سے انسان میں وسعت آتی ہے

وہ انسانوں، جانوروں اور ہر مخلوق کے لئے شفیق ہو جاتا ہے

حقیقت یہ ہے کہ:

اللہ تعالیٰ کی محبت زندگی کا دھارا بدل دیتی ہے

تمنائیں بدل جاتی ہیں، دل چسپیوں کے مرکز بدل جاتے ہیں

سرگرمیاں بدل جاتی ہیں، تعلقات اور روابط بدل جاتے ہیں

دوستیاں، دشمنیاں بدل جاتی ہیں، معیارات بدل جاتے ہیں

اللہ تعالیٰ کی محبت زندگی میں کُلّی تبدیلی لے کر آتی ہے

جیسی تبدیلی انبیاء اور ان کے ساتھیوں میں آئی

رب العزت نے فرمایا:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ټ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۾ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــــَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَــظَ فَاسْتَوٰى عَلٰي سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۭ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا﴾ (الفتح:29)

''محمد اللہ کا رسول ہے اور جو لوگ اُس کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت، آپس میں نہایت رحم دل ہیں، آپ انہیں اس حال میں دیکھو گے کہ وہ رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضا کو ڈھونڈتے ہیں، سجدوں کے اثرات سے اُن کے چہروں میں ان کی شناخت ہے۔ اُن کی یہ مثال تورات میں ہے اور انجیل میں اُن کی مثال ایک کھیتی جیسی ہے جس نے اپنی کونپل نکالی پھر اس نے اُس کو مضبوط کیا پھر وہ موٹی ہو گئی پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی، کسانوں کو وہ خوش کرتی ہے تا کہ اُن کی وجہ سے کافروں کو غصہ دلائے، اللہ تعالیٰ

نے اُن لوگوں سے جو ایمان لائے اور اُن میں سے جنھوں نے نیک عمل کیے،

مغفرت اور بڑے اجر کا وعدہ کیا ہے۔"

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمارے دلوں کو اپنے ساتھ جڑنے کی توفیق عطا فرمادے،

ہمیں ایسی محبت دے کہ دنیا میں وہ سارے کام جو آپ کو پسند ہے ہم انھیں کرنے کے قابل

ہو جائیں اور ہر اس کام سے بچ جائیں جن کاموں کو آپ ناپسند کرتے ہیں (آمین)۔

اے اللہ! تیری محبت کے لئے سبقت لے جانے والے سبقت لے جاتے ہیں

تو ہمیں اپنی محبت نصیب فرمادے۔

یا اللہ! اپنی محبت کو　　　ہمارے دلوں کا سرور

ہماری امیدوں کی تکمیل

ہماری زندگی کی روح

ہمارے دلوں کی قوت بنادے

یا اللہ! تیری محبت زندگی کا سب سے قیمتی سرمایا ہے

ہمیں اپنی محبت نصیب فرمادے۔ (آمین)

آپ اس کتاب کے آڈیو اور ویڈیو کورس سے بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔